كذا في محيط السرخسي. فإذا نوى عن قضاء رمضان والنذر كان عن قضاء رمضان استحسانًا، وإن نوى النذر المعين والتطوع ليلًا أو نهارًا أو نوى النذر المعين، وكفارة من الليل يقع عن النذر المعين بالإجماع، كذا في السراج الوهاج. ولو نوى قضاء رمضان، وكفارة الظهار كان عن القضاء استحسانًا، كذا في فتاوى قاضي خان. وإذا نوى قضاء بعض رمضان، والتطوع يقع عن رمضان في قول أبي يوسف – رحمه الله تعالٰى – وهو رواية عن أبي حنيفة – رحمه الله تعالٰى – كذا في الذخيرة.''

''تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي (٣/ ١٣)'':

''ولو نوى صوم القضاء والنفل أو الزكاة والتطوع أو الحج المنذور والتطوع يكون تطوعًا عند محمدؒ؛ لأنهما بطلتا بالتعارض، فبقي مطلق النية فصار نفلًا، وعند أبي يوسفؒ يقع عن الأقوى ترجيحاً لهٗ عند التعارض، وهو الفرض أو الواجب.''

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر: 144110200792 دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

ٹیوبولر احرام پہننے کا حکم

سوال

ایک خاص قسم کا احرام آج کل رائج ہو رہا ہے، جسے ''ٹیوبولر احرام'' (Tubular Ihram) کہا جاتا ہے، اس میں نیچے پہننے والی لنگی ایک گول (tube نما) کپڑے کی شکل میں ہوتی ہے، یعنی اس کے دونوں کنارے آپس میں ملے ہوتے ہیں۔ بظاہر یہ سلا ہوا محسوس ہوتا ہے، لیکن حقیقت میں یہ عام سلے ہوئے کپڑوں (جیسے شلوار یا پاجامہ) کی طرح نہیں ہوتا، بلکہ کمپنی کی جانب سے اُسے اِسی ساخت میں تیار کیا جاتا ہے۔ کیا یہ احرام پہننا جائز ہے؟ نیز بعض لوگ اس لنگی کو جسم کا ناف سے اوپر والا حصہ ڈھکنے لیے یعنی چادر کی جگہ پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟ برائے کرم راہ نمائی فرمائیں۔

جواب

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں احرام کے لیے کھلی ہوئی چادریں استعمال کی جاتی تھیں، جب کہ سلا ہوا یا بدن کے مطابق تیار کردہ لباس استعمال نہیں کیا جاتا تھا۔ اس قسم کے لباس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی تھی۔

’’حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، بیان فرماتے ہیں کہ: ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ: مُحرِم (حج یا عمرہ کا احرام باندھنے والا) کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: (حالتِ احرام میں) نہ تو کرتا قمیص پہنو اور نہ سر پر عمامہ اور نہ شلوار پاجامہ پہنو اور نہ سرپوش پہنو اور نہ پاؤں میں موزے پہنو، سوائے اس کے کہ کسی آدمی کے پاس پہننے کے لیے چپل جوتا نہ ہو تو وہ (مجبوراً پاؤں کی حفاظت کے لیے) موزے پہن لے اور ان کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کے جوتا سا بنا لے (آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حالت احرام میں) ایسا بھی کوئی کپڑا نہ پہنو جس کو زعفران یا ورس لگا ہو۔‘‘ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

محدثین فرماتے ہیں کہ: اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کپڑوں کا ذکر فرمایا جو اُس زمانے میں رائج تھے۔ اصل ممانعت اُن کپڑوں سے ہے جو بدن کے مطابق سلے ہوں۔ اس لیے یہی حکم ہر اُس لباس پر لاگو ہوتا ہے جو بعد کے زمانوں میں یا مختلف قوموں میں انہی مقاصد کے لیے استعمال ہو، جن مقاصد کے لیے قمیص، شلوار یا عمامہ استعمال کیے جاتے تھے۔

لہٰذا احرام کی لنگی ایسی ہونی چاہیے کہ اس کے دونوں کنارے (پاٹ) الگ الگ ہوں، یعنی وہ عام چادر یا کپڑے کی شکل میں ہو، جسے لپیٹا جاتا ہے، اس لیے بلاضرورت ایسی لنگی استعمال نہیں کرنی چاہیے جس کے دونوں پاٹ پہلے سے جُڑے ہوئے ہوں۔ تاہم اگر کسی کو احرام کی عام چادر پہننے میں ستر کھلنے کا اندیشہ ہو، تو اس کے لیے مذکورہ ٹیوب نما احرام کی لنگی (جو کہ جسم یا اعضاء کی ساخت کے مطابق [جیسے شلوار] سلی ہوئی نہیں ہے) استعمال کی گنجائش ہے، اس صورت میں کوئی دم لازم نہیں آئے گا، البتہ جسم کا اوپر والا حصہ ڈھکنے کے لیے اس ٹیوب نما لنگی کا استعمال درست نہیں۔

’’صحیح مسلم‘‘ میں ہے:

’’عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم: ما يلبس المحرم من الثياب؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

لا تلبسوا القمص، ولا العمائم، ولا السراويلات، ولا البرانس، ولا الخفاف، إلا أحد لايجد النعلين، فليلبس الخفين، وليقطعهما أسفل من الكعبين، ولا تلبسوا من الثياب شيئًا مسه الزعفران ولا الورس.'' (كتاب الحج، باب ما يباح للمحرم بحج، أو عمرة، وما لا يباح، وبيان تحريم الطيب عليه، ج:٤، ص:٢، ط:دار الطباعة العامرة)

اس حدیث کے تحت ''شرح النووي على مسلم'' میں ہے:

''وأجمع العلماء على أنه لا يجوز للمحرم لبس شيء من هٰذه المذكورات وأنه نبه بالقميص والسراويل على جميع ما في معناهما وهو ما كان محيطا أو مخيطا معمولا على قدر البدن أو قدر عضو منه كالجوشن والتبان والقفاز وغيرها ونبه صلى الله عليه وسلم بالعمائم والبرانس على كل ساتر للرأس مخيطا كان أو غيره حتى العصابة، فإنها حرام، فإن احتاج إليها لشجة أو صداع أو غيرهما شدها ولزمته الفدية ونبه صلى الله عليه وسلم بالخفاف على كل ساتر للرجل من مداس وجمجم وجورب وغيرها وهٰذا كلهٗ حكم الرجال.'' (كتاب الحج، باب ما يباح للمحرم بحج، أو عمرة، وما لا يباح، وبيان تحريم الطيب عليه، ج:٨، ص:٧٣، ط:دار إحياء التراث العربي)

''امداد الفتاویٰ'' میں ہے:

''سوال: احرام باندھنے میں سیاہ کپڑا یا گیرو سے رنگا ہوا کپڑا یا کسی دوسری چیز سے رنگا ہوا پہننا جس میں کوئی خوشبو نہ ہو جائز ہے یا نہیں؟

دوسرے کوئی ازار یا چادر جو کہ کم عرض ہونے کی وجہ سے دو پاٹ کر کے پہن لی جاوے اسی حالت میں احرام میں تو اس واسطے کیا حکم ہے؟

الجواب: في الدر المختار، باب الإحرام: (ولبس إزار)... (ورداء) ...(جديدين أو غسيلين طاهرين) أبيضين ككفن الكفاية، وهٰذا بيان السنة الخ.

في رد المحتار: (قوله: وهٰذا) أي لبس الإزار والرداء على هٰذه الصفة بيان للسنة وإلا فساتر العورة كاف فيجوز في ثوب واحد وأكثر من ثوبين وفي أسودين أو قطع خرق مخيطة أي المسماة مرقعة والأفضل أن لا يكون فيها

خياطة لباب.‘‘

اس سے معلوم ہوا کہ سفید ہونا جامہٴ احرام کا مستحب ہے، ورنہ سیاہ وغیرہ بھی جس میں خوشبو نہ ہو جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ گو افضل یہی ہے کہ اس میں بالکل سلائی نہ ہو، لیکن اگر دونوں پاٹوں کے جوڑنے کو سلائی کی جاوے تب بھی جائز ہے۔‘‘ (باب الاحرام، ج:۲،ص:۱۹۵، ط: مکتبہ دار العلوم، کراچی)

’’فتاویٰ رحیمیہ‘‘ میں ہے:

’’سوال: احرام کی چادر لنگی کی طرح سلی ہوئی ہو تو اس کے استعمال کی گنجائش ہے یا نہیں؟ بعض لوگوں کو کھلی چادر بطورِ لنگی استعمال کرنے کی عادت نہیں ہوتی تو ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے، خاص کر سونے کی حالت میں، تو کیا یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے؟

ج: ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو احرام کی چادر سی لینے کی گنجائش ہے، بلاضرورت سینا مکروہ ہے۔

’’غنية الناسك‘‘ میں ہے:

’’عقد الإزار والرداء بأن يربط طرف أحدهما بطرف الآخر و أن يخلله بخلال أو يشدهٗ بحبل ونحوه.‘‘ (غنية الناسك، ص:٤٧، فصل في مكروهات الإحرام ومحظوراته التي لأجزاء فيها سوى الكراهة) (احرام سے متعلق احکامات، ج:۸،ص:۵۷، ط: دار الاشاعت)

’’معلم الحجاج‘‘ میں ہے:

مسئلہ: تہبند کے دونوں پلوں کو آگے سے سینا مکروہ ہے، اگر کسی نے سترِ عورت کی خاطر حفاظت کی وجہ سے سی لیا تو دم واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ: چادر میں گرہ دے کر گردن پر باندھنا، چادر اور تہبند میں گرہ لگانا یا سوئی اور پن وغیرہ کا لگانا، تاگے یا رسی سے باندھنا مکروہ ہے۔‘‘ (مکروہاتِ احرام، ص:۱۲۰، ط: مکتبہ تھانوی)‘‘

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر: 144701101333 دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....